عرفان صدیقی

جرمِ مسیحائی

میں نے کچھ دن قبل نومنتخب قومی اسمبلی کی کارروائی کا تصوراتی خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ سیاسی جماعتوں کے باہمی تعاون کی کیسی ہی سبیلیں کر لی جائیں اور دلوں کو ٹھنڈک بخشنے والی کیسی ہی حکومت کیوں نہ تخلیق کر لی جائے، اسمبلی ہال کا ہر قمقمہ عوامی جذبہ واحساس کی تپش کی علامت بن جائے گا اور پہلا سوال یہ اٹھے گا کہ کس اختیار کے تحت پاکستان کے ہوائی اڈے امریکہ کے حوالے کیے گئے ہیں اور سرزمین وطن کو کس کے حکم کے تحت ایف بی آئی کی چراہ گاہ بنا دیا گیا ہے؟

تحریک انصاف کے سربراہ، نومنتخب رکن قومی اسمبلی عمران خان نے اعلان کیا ہے کہ وہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں پہلا سوال یہ اٹھائیں گے کہ ''میرا ملک آزاد ہے یا غلام؟ اگر آزاد ہے تو کیا خودمختاری بھی ہے اور اس کی حاکمیت قائم ہے؟ اگر اس کی آزادی، خودمختاری اور حاکمیت برقرار ہیں تو یہ کیسے ممکن ہوا کہ امریکی ایف بی آئی ملک کے ایک معزز ممتاز شہری کو اٹھا لے گئی اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور اس پر کیا گزر رہی ہے؟

میں ڈاکٹر عامر عزیز کو نہیں جانتا۔ اس مردِ حق آگاہ کا نام بھی پہلی دفعہ سنا ہے لیکن عمران خان اسے ۱۳ برس سے جانتا ہے۔ اس نے اسلام آباد میں ایک بھری پریس کانفرنس کے دوران بتایا کہ وہ ''نیک، خدا ترس، انسان دوست اور انسانیت نواز شخص ہے۔ صف اوّل کا آرتھو پیڈک ہوتے ہوئے وہ سالہا سال تک قومی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کا بلا معاوضہ علاج کرتا رہا۔ اس نے شوکت خانم میموریل اسپتال کے لیے برسوں مفت خدمات سرانجام دیں۔ اس نے ہزاروں نادار مریضوں کا علاج کیا اور کوئی فیس نہ لی۔''

عامر عزیز سے شناسائی رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ ''وہ دوسروں کے لیے بنا ہے۔ غریبوں، ناداروں اور مظلوم لوگوں کے لیے اس نے اتنا کچھ کیا، جتنا بڑے بڑے ریاستی ادارے بھی نہ کر سکے۔ ایک نام ور اور ہنرمند آرتھو پیڈک سرجن ہونے کے ناطے وہ ایک پرائیویٹ پریکٹس کے ذریعے لاکھوں کروڑں کما سکتا تھا لیکن اس کی ترجیحات دوسری تھیں۔ وہ دوسروں کے آنسو پونچھنے اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے پیدا ہوا۔ مدتوں وہ پاکستان میں مقیم افغان اور کشمیری مہاجرین کی دیکھ بھال اور خدمت میں مصروف رہا۔ وہ ان کی خیمہ بستیوں میں جاتا، ان کی مالی امداد کرتا، ان کا علاج معالجہ کرتا، دوائیں تقسیم کرتا۔ ''دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت'' کا نعرہ اس کی شکل میں مجسم ہو گیا تھا۔'' جہاد افغانستان کے خاتمے کے بعد جب اسے خبر پڑی کہ بارودی سرنگوں سے زخمی ہونے والے لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں تو ۱۹۸۹ء میں وہ

سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کابل پہنچ گیا۔ اس نے سینکڑوں میڈیکل کیمپ لگائے۔ لاہور کی آسائشوں بھری زندگی چھوڑ کر وہ برسوں تباہ حال افغانستان کے بے سروساماں لوگوں کا علاج کرتا رہا۔ کیلی فورنیا کی ایک این جی او کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے اس نے انسانیت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ وہ لاہور کے ایک بڑے اسپتال کا منتظم اعلیٰ رہا اور اچھی روایات رقم کیں۔ ایک اچھا اور انسان دوست شخص ہونے کے باعث اس کا حلقۂ تعارف وسیع تھا اور لوگ اسے دیمک زدہ معاشرے میں ایک استثناء خیال کرتے تھے۔

اور پھر یوں ہوا کہ سات سمندر پار سے آئے گورے سپاہیوں نے رات گئے اس کے گھر پر دستک دی اور اٹھا لے گئے۔ ایک آزاد اور خودمختار ملک کا معزز شہری نہ قانون کو آواز دے سکا، نہ کوئی زنجیرِ عدل ہلا سکا اور نہ گوری چمڑی والوں سے پوچھ سکا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو اور تمہیں لاہور کی گلیوں میں قدم دھرنے اور میرے دروازے پر دستک دینے کی جرأت کیسے ہوئی؟

کوئی نہیں جانتا کہ اسے کس طرح پکڑا گیا، کس طرح گاڑی میں ڈالا گیا، اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑیں یا نہیں؟ کسی کو یہ خبر نہیں کہ وہ تفتیش کے کن مراحل سے گزر رہا ہے اور زندگی بھر غریبوں کی دستگیری کرنے والے مسیحا کے قلب و ذہن پر کیا گزر رہی ہے؟ کسی کو معلوم نہیں کہ ہڈیاں اور اعضاء جوڑنے والے ڈاکٹر کی ہڈیوں اور اعضاء پر کیا گزر رہی ہے؟

عمران خان غصے میں تھا اور بہت کچھ کہتا رہا۔ ''آخر یہ تو بتایا جائے کہ ایف بی آئی کو کس نے اندھیر نگری کی اجازت دے رکھی ہے؟ کس قانون کے تحت امریکیوں نے ڈاکٹر عامر کو حراست میں لیا؟ سپریم کورٹ آف پاکستان کو از خود اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ اگر ڈاکٹر عامر نے کوئی جرم کیا ہے تو پاکستان کا قانون موجود ہے، پاکستان کی عدالتیں موجود ہیں، پاکستان کی پولیس موجود ہے، انسانی حقوق کی تنظیموں اور دینی سیاسی جماعتوں کو بیداری کا ثبوت دینا چاہیے۔ ملکی قوانین کی ایسی تذلیل تو انگریزی سامراج کے دنوں میں بھی ممکن نہ تھی۔ دہشت گردی کے خلاف مہم کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ملکی قوانین اور انسانی حقوق کا احترام نہ کیا جائے۔ ایک معزز پاکستانی شہری کی ایف بی آئی کے ہاتھوں گرفتاری پوری قوم کے لیے باعثِ شرم ہے۔ امریکہ خود اپنے خلاف نفرتوں کو ہوا دے رہا ہے۔ متحدہ مجلس عمل کی کامیابی امریکہ کی اپنی پالیسیوں کا ثمر ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ امریکی پاکستان کے تمام ہوائی اڈے خالی کر دیں اور تمام غیر ملکی ایجنسیاں فی الفور گھروں کو لوٹ جائیں۔''

عمران خان کے ایک سوال کا جواب تو میرے پاس ہے اور وہ یہ کہ ڈاکٹر عامر کا جرم کیا تھا؟ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کی شام امریکہ نے جس نئے دستور العمل کا اعلان کیا اور آدھی رات کے وقت ہم نے جس کی تصدیق کی، اس نے جرم و سزا کے سارے پیمانے بدل ڈالے ہیں۔ کیا یہ کوئی کم جرم ہے کہ جن لوگوں کو صف انسانیت سے خارج کر دیا گیا، لمبی عباؤں، گھنی ڈاڑھیوں اور بھاری عماموں والی جس مخلوق کو ذبح کرنا کارِ خیر قرار دے دیا گیا، کوئی شخص ان کے زخموں کی مرہم پٹی

کرے؟ان کے کٹے پھٹے اعضاء اور ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں کی مرمت کرے،ان کی رگوں سے بہتے لہو روکنے کی کوشش کرے؟ ڈاکٹر عامر عزیز کو ایسا کرنے سے قبل سوچ لینا چاہیے تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران جارج بش کے منشور انسانیت پر ایمان لا چکے ہیں اور ان کے اعلان کردہ ''جہاد اکبر'' میں امریکی بموں کا نشانہ بننے والے کسی شخص کے زخم پر پٹی باندھنا، نا قابل معافی جرم ہے۔

اگر کوئی امریکی ڈاکٹر نیویارک کی آسائشوں کو ٹھوکر مار کر' کروڑوں کی آمدنی پر نگاہِ غلط انداز ڈالتے ہوئے کسی وبا سے زخمی ہو جانے والے جنگلی جانوروں کی مرہم پٹی کو نکل جاتا تو اسے نوبل پرائز ملتا اور ہالی وڈ اس کی فلمیں بناتا اور امریکہ کے چوراہوں پر اس کے مجسمے نصب ہوتے۔ عامر عزیز ایک کم نصیب ملک کا کم نصیب شہری ہے اور انسانوں کی مسیحائی بھی اس کا گناہ کبیرہ بن گئی ہے۔ بھارت کا ایٹم ساز سائنسدان مصنب صدارت پر فائز ہے اور ہمارے ایٹمی پروگرام کے معمار ایف بی آئی کے ہاتھوں رسوا ہوتے ہیں، بھارت کی مدر ٹریسا انسانی خدمت کے عالمی اعزازات سے بہرہ مند ہوتی اور پاکستان کا عامر عزیز تاریک تہہ خانوں میں ٹارچر کا نشانہ بنتا ہے۔ کہاں کی آزادی؟ کیسی خود مختاری؟ کون سی حاکمیت؟

ڈاکٹر عامر عزیز کے بارے میں عمران خان کا لہجہ نئے موسموں کی نوید دے رہا ہے۔ کل تک جو نوحے اور مرثیے ''نوائے وقت'' کے اوراق کا حصہ تھے، اب شاہراہِ دستور کے گول چوک میں کھڑے پارلیمنٹ ہاؤس میں بھی گونجیں گے ،جس کی پیشانی پر رقم کلمہ طیبہ اللہ کی حاکمیت کا اعلان کر رہا ہے۔

ہم نے جو طرز فغاں کی ہے قفس میں ایجاد
فیض گلشن میں وہی سب کی زباں ٹھہری ہے

(بشکریہ: روزنامہ ''نوائے وقت'')

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن ،سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501